چوتھی عورت

صبا احمد

ایک ذہین سراغرساں کی روداد
جس کے کان بہت تیز تھے
ایک دلچسپ کہانی

باہر بارش جاری تھی اور میں اپنے خستہ حال دفتر کی چھت میں نقب لگا کر اندر آنے والے پانی کے قطروں کو نہیں روک سکتا تھا۔ چنانچہ میں کھڑکی سے لگا کھڑا تھا اور کھڑکی کے دھندلے شیشوں سے سڑک کا منظر دیکھنے پر مجبور تھا۔ یوں بھی سہ پہر پاس کرنے کو کچھ نہ تھا اور یہ فقط حالات کی سازش تھی ورنہ نظر کمزور نہ ہو اور قوت ارادی مضبوط ہو تو کوئی بھی میری نیم پلیٹ "پرسی ہینڈ۔ پرائیویٹ سراغرساں" کے الفاظ پڑھ سکتا ہے۔ مگر دنیا تو معلوم ہوتا ہے کہ یکلخت نیک ہو گئی ہے۔ سارے جرائم یکسر موقوف ہیں۔ چور ڈاکو قسم کے لوگ عنقا ہیں۔ زر، زمین اور زن کے جھگڑے داستان پارینہ ہو گئے ہیں۔ لالچ اور ہوس جیسے سفلی جذبات شاید انسان کی سرشت سے خارج ہو چکے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں — دنیا بدستور قتل و غارت گری، اغوا اور لوٹ مار میں مصروف ہے۔ میرے جیسے نہ جانے کتنے پرائیویٹ جاسوس چوروں اور قاتلوں کے تعاقب میں سرگرداں ہیں۔ دنادن فائر کر رہے ہیں اور جوابی گولیاں زن زن کرتی ان کے سروں کو اور بالوں کو یا زیادہ سے زیادہ کانوں کو چھوتی گزر رہی ہیں۔ عقل سے پیدل سراغرساں لمبی لمبی کاریں لئے خوبصورت جرائم پیشہ لڑکیوں کے ساتھ گھوم رہے ہیں۔ حادثہ یہ ہے کہ دنیا نے مجھے سراغرساں سمجھا ہی نہیں ورنہ میں بھی سب سے کچھ لیتا۔

مایوسی کی اس کیفیت میں اچانک میں نے ایک آواز سُنی — زنانہ قدموں کی آواز جو میرے دل کی دھڑکن کے ساتھ تال دیتے قریب آتے جا رہے۔ میرے کان مجھے دھوکہ نہیں دیتے لیکن اس وقت میں یہی سمجھا کہ میرے ریسیونگ سسٹم میں کوئی خرابی ہو گئی ہے — کان آخر کان ہے کوئی ٹیلی فون تو نہیں جو خراب ہی نہ ہو — لیکن جہاں میں نے اب تک تاریکی میں بسنے والے کاکروچ اور دبڑوں میں ہاؤسنگ سوسائٹی بنا کر رہنے والے چوہوں کے سوا جیتے جاگتے کسی ذی روح کو نہ دیکھا تھا وہاں اب ایک مکمل عورت کھڑی تھی — دروازے کے عین وسط میں — مکمل عورت وہ ہوتی ہے جو نوجوان دولت مند اور خوبصورت ہو —

”میں... میں مسز جارج ہوں — جارج کوپر“ وہ مشتبہ نظروں سے مکان کے ساتھ مکین کو دیکھتے ہوئے بولی ”مجھے کسی نے مشورہ دیا تھا کہ آپ سے ملوں“ وضاحت کی ضرورت نہ تھی۔ اس موسم میں اور اس دفترنما اصطبل میں مجھ جیسے گمنام سراغرساں کے پاس اپنی مرضی سے کون آتا ہے —

”تشریف رکھیے“ میں نے بُرا مانے بغیر کہا ”فرمایئے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں میں آپ کی؟“ یہ الفاظ مدت سے میں نے استعمال نہیں کئے تھے۔

”مسٹر پرسی“ اس نے اپنا ہینڈ بیگ میری نظروں کے سامنے رکھتے ہوئے کہا ”مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ قابل اعتماد بھی ہیں“

”آپ نے غلط نہیں سُنا تھا مسز کوپر“ میں نے پرس کی طرف دیکھے بغیر کہا ”بات کیا ہے؟“

”آپ کوپر فیملی کو جانتے ہیں نا؟“ وہ کچھ دیر بعد بولی — ”کوپر ہاؤس — کوئننگ ٹیلیس روڈ“

”جی ہاں“ میں نے مستعدی سے کہا ”وہ جو کُتّے بلیوں کے کھانے کی ہر چیز کو ڈبوں میں بند کر دیتے ہیں“

”میں جارج کوپر کی تیسری بیوی ہوں“ اس نے مجھے مطلع کیا۔

”یہ تو بڑا سنگین معاملہ ہو گیا“ میں نے کاغذ اور نوٹ بک نکال کر مستعدی سے کہا ”بیک وقت تین شادیاں“

”میں نے بیک وقت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ایک نے جارج کو طلاق دی، دوسری کو جارج نے — پھر جارج نے مجھ سے شادی کی اور اب وہ ایک چوتھی عورت کے چکر میں ہے“

”اب کیا ہوگا“ میں نے سوچتے ہوئے کہا ”کون کس کو طلاق دے گا۔!!“

”میں طلاق نہیں چاہتی مسٹر پرسی — وہ عورت میرے شوہر کو بلیک میل کر رہی ہے — آپ کو میرے شوہر کی مدد کرنی ہے —“ وہ بولی۔

جارج کوپر کی تیسری بیوی نے ایک طویل بیان دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کی اس عورت سے ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو چھُپ چھُپ کر سنتی رہی ہے لیکن یہ اندازہ نہیں کر سکی کہ وہ عورت آخر جارج کوپر کو کیوں اور کس بہانے بلیک میل کر رہی ہے — اسے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ جارج کوپر کی کوئی چیز اس عورت کے پاس ہے — اب تک اس نے اس چیز کے عوض بھاری رقوم وصول کی ہیں لیکن اب وہ اس بات پر رضامند ہو گئی ہے کہ یکمشت رقم لے کر جارج کوپر کی جان بخشی کر دے —

”چنانچہ کل شام تین بجے وہ ہوٹل گرنڈ میں میرے شوہر سے ملے گی اور اسے وہ چیز واپس کر دے گی“ مسز کوپر نے کہا ”میں نے ان کی گفتگو سُن کر اندازہ لگایا ہے“

”مسز کوپر“ میں نے کہا ”آپ کا شوہر دولت مند آدمی ہے۔ کل اگر وہ آخری سودا کرے گا تو باقی کیا رہ جائے گا سراغرسانی کے لئے“

”جو رقم وہ طلب کر رہی ہے بہت زیادہ ہے مسٹر پرسی — اور میرے شوہر نے بڑی محنت سے کمائی ہے“ وہ بولی ”اس کے علاوہ — یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ عورت پھر کوئی چال چل جائے — یا اس نے کوئی نیا جال پھیلا دیا ہو میرے شوہر کے لئے — آپ دیکھئے وہ کون ہے — کیا کرتی رہتی ہے کہاں رہتی ہے اور یہ معاملہ کیا ہے“ اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور میرے سامنے پانچ سو ڈالر ڈال دیئے — پانچ سیکنڈ تک میں انہیں ظاہری بے نیازی سے گھورتا رہا — سو ڈالر فی سیکنڈ کے حساب سے ”فی الحال یہ رقم رکھئے — باقی بشرط کامیابی“ وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

”ایک منٹ مسز کوپر“ میں نے کہا ”آپ نے مجھے اس عورت کا نام اور اپنے شوہر کا حلیہ نہیں بتایا“

”عورت کا نام میرینا ہے — فون پر اتنا ہی سُنا ہے میں نے — میرے شوہر کا حلیہ بڑا عام سا ہے — آسان طریقہ یہ ہوگا کہ کل اس کے

سچائی — صحیح واقعہ بلا جمع، نفی، ضرب، تقسیم۔
ایکروبیٹکس — زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کم سے کم جگہ میں جمع کرنا۔
کمپیوٹر — شمار و قطار۔
خطوط نویسی — خلوت میں جلوت۔
نیند — چادر دیکھ کے پاؤں پھیلانے کا ہوش کہاں؟

تھری شفٹ کارخانہ — چین آموکر۔
خوشۂ انگور — نئی شراب پرانے ماڈل کی بوتلوں میں۔
کامیڈی — سب کو خوشی ہوئی کہ تماشا ختم ہوگیا۔
جمہوریت — کچھ لوگ ایمانداری کے حق میں تھے۔ لیکن اکثریت کی رائے تسلیم کرلی گئی۔

گھر سے روانہ ہوتے ہی میں فون پر آپ کو مطلع کردوں گی کہ اس کا لباس کیسا ہے" وہ باہر نکلتے نکلتے بولی — جب دروازہ بند ہوگیا تب بھی میں ساکت و صامت بیٹھا لکڑی کے فرش پر اس کے اونچی ایڑھی والے سینڈلوں کی مدھر تال سنتا رہا جو رفتہ رفتہ معدوم ہوگئی اور صرف بارش کا شور رہ گیا — پانچ بڑے بڑے نوٹ میرے سامنے پڑے تھے جنہیں میری چھوٹی چھوٹی آنکھیں بے یقینی سے دیکھ رہی تھیں۔

ہوٹل گرانڈ کے کلاک میں تین بجنے والے تھے — کاروباری اوقات ہونے کی وجہ سے بیشتر میزیں خالی پڑی تھیں — کاؤنٹر کے سامنے اونچے اونچے اسٹولوں پر دو مردوں کے درمیان ایک عورت بیٹھی تھی لیکن وہ بات صرف دائیں بازو والے سے کررہی تھی — بائیں بازو والا کوئی دہشت پسند یا فلسفی تھا جو اپنی ہی صورت کو آئینے میں دیکھ کر غالباً یہ غور کررہا تھا کہ وہ آدمی ہے یا پانی کا بلبلہ۔
میرے اندازے کے مطابق وہ فلسفی ہی جارج کوپر تھا۔ درمیانہ قد... ہلکی ہلکی مونچھیں... بھورے بال... ٹیلی فون پر موصول ہونے والی تفصیلات کے مطابق اس کی جیکٹ براؤن تھی — پتلون گرے رنگ کی، سفید قمیض، نیلی ٹائی... نیم تاریک نیم روشن کمرے میں دور سے یہی لگتا تھا... میں آنکھوں سے زیادہ اپنے کانوں پر بھروسہ کرتا ہوں۔ قصور اسی مناسبت کا ہے جو میرے چہرے میں نہیں — آنکھیں بہت چھوٹی ہیں تو کان بہت بڑے — لیکن ٹھیک تین بجے ہوٹل گرانڈ میں نظر آنے والا اس حلیے کا شخص صرف جارج کوپر ہی ہوسکتا تھا — اس کا بار بار گھڑی سے گھڑی ملانا بھی یہ یقین دلانے کے لئے کافی تھا۔ شاید اس کی گھڑی میں تین بج گئے تھے مگر دیوار پر لگی ہوئی گھڑی میں تین منٹ باقی تھے — معلوم نہیں وہ کیا پی رہا تھا۔ گلاس اس کے بائیں ہاتھ میں تھا۔ دائیں ہاتھ سے وہ مسلسل کوئی چیز کھا رہا تھا — غالباً نمکین مونگ پھلی... وقفے وقفے سے اس کا ہاتھ کاؤنٹر پر رکھی ہوئی پلیٹ کی طرف جاتا تھا اور مونگ پھلی کے دانوں کو بڑے میکانکی انداز میں ایک ایک کرکے منہ میں ڈالنے لگتا تھا... دوسرا ہاتھ گلاس کو ہونٹوں تک لے جانے میں مصروف تھا۔ انتظار کے اضطراب میں وہ کوئی ایک گیلن شراب پی چکا تھا اور شاید ایک پونڈ مونگ پھلی کھا چکا تھا۔ میری نگاہ اس پر تھی چنانچہ میں اس کی بلیک بیلر محبوبہ کو اندر آتے نہ دیکھ سکا۔ بس وہ اچانک بڑی پھرتی سے اس کے ساتھ آ بیٹھی — اور وہ بھی مکمل عورت تھی میرے معیار کے مطابق۔ بال کندھوں تک تھے۔ ہلکے سے سنہرے رنگ کے ریشم کی طرح پھسل کر بار بار رخ زیبا پر سایہ فگن ہونے والے شریر قسم کے — مگر شاعر کی بات کاغذ کے پھولوں اور وگ نے غلط کردی ہے — نہ خوشبو زلف لہرانے کا نام ہے نہ موسم گل کسی کے بام پر آنے کا نام ہے۔ رنگ بھی پیراہن میں ایک ہی تھا — سرخ اسکرٹ بھی اور جیکٹ بھی — لب و عارض بھی — اس نے گہرے رنگ کا چشمہ بھی لگا رکھا تھا۔
میرے کان کھڑے ہوگئے — مواصلاتی نظام کے اینٹینا کی طرح آواز کی مدہم لہروں کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے — لیکن مجھے کچھ سنائی نہ دیا۔ بس ان کے سر ملتے تھے... لب ہلتے تھے اور وہ سرگوشی میں نہ جانے کیا کہہ جاتے تھے... میں نے ذرا قریب رہنے کا فیصلہ کیا لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ فیصلے میں تاخیر ہوئی... میرے اٹھنے سے پہلے وہ اٹھے اور وہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دروازے کی طرف چل پڑے۔ جتنی دیر میں کاؤنٹر پر میں نے بل کی ادائیگی کی اور بقیہ مونگ پھلی کے چند نمکین دانے منہ میں ڈالے اتنی دیر میں وہ باہر نکل چکے تھے لیکن میرے کان ان کے قدموں کی آواز پر تھے۔ عورت کا انداز خرام کسی رقاصہ کے متوازن قدموں کی طرح تھا... ٹماٹوں پر اونچی ایڑھی کی لے اور تال میں کوئی فرق نہیں آتا تھا... بیچ میں مرد کے بھاری قدم کسی ڈرم کی طرح بجتے تھے... یہ چند سیکنڈ کی بات تھی — پھر میں بھی تیر کی طرح باہر آیا اور دیکھا کہ وہ پچاس قدم آگے جارہے ہیں میری طرف ان کی پشت تھی مگر اب ان کا کسی ہجوم میں گم ہونا بھی مشکل تھا — میں نے اندازہ لگایا کہ وہ قریب ہی کھڑی ہوئی جارج کوپر کی کار سمت رواں ہیں — کار کے بغیر میں ان کا تعاقب نہیں کرسکتا تھا اور میری غریب کار مخالف سمت میں دو عظیم الشان کاروں کے درمیان شرمسار کھڑی تھی — تاہم واپس کار تک پہنچنے سے معاملہ بگڑتا نہیں تھا — سڑک پر ون وے ٹریفک تھی اور انہیں بھی واپس ادھر ہی آنا تھا جدھر میری کار کھڑی تھی۔ میں اطمینان سے اپنی کار میں جا بیٹھا اور جیسے ہی ان کی کار خراماں خراماں میرے قریب سے گذری

میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ درمیان میں چند کاریں حائل ہوئیں۔ ایک جگہ مجھے سگنل کی زرد روشنی کو نظر انداز کرنا پڑا مگر میں نے تعاقب جاری رکھا۔ میری نگاہ ایک لمحے کے لئے بھی اس طویل سرمئی رنگ کی بیش قیمت کار سے نہیں ہٹی جو آگے آگے جا رہی تھی۔ شہر کے مختلف آباد علاقوں سے گزرتے ہوئے مجھے ذرا بھی شبہ نہیں ہوا کہ وہ مجھے دھوکہ دے جائیں گے۔ میرا خیال تھا انہیں علم ہی نہیں کہ میں ان کے تعاقب میں ہوں۔ وہ باتیں کرتے۔ ہنستے۔ آہستہ آہستہ چلتے جا رہے تھے۔ جیسے انہیں کہیں پہنچنے کی جلدی نہیں۔۔۔۔ جیسے انہیں اپنے سوا دنیا میں کسی کے وجود کی خبر نہیں۔ لیکن ایک جگہ جہاں سڑک پر چار متوازی لکیریں تھیں وہ دائیں جانب ہو گئے۔ اس قطار میں چلنے والی کاروں کو اگلے چوک سے دائیں جانب مڑنا تھا چنانچہ میں بھی دائیں طرف ہو گیا۔ سگنل پر وہ رک گئے اور میری کار کے اور ان کی کار کے درمیان چلنے والی دو کاریں بھی رک گئیں۔ پھر روشنی سبز ہو گئی مگر وہ سرمئی کار کھڑی رہی۔۔۔۔ پیچھے والی کاروں نے ہارن بجانے شروع کئے لیکن کار نہ ہلی۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ کار میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے ایک منٹ کا وقفہ ختم ہو گیا۔ اگلی کار کا ایک ڈرائیور نیچے اترا مگر اتنی دیر میں روشنی زرد ہوئی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر دائیں طرف مڑ گئی۔ اگلی کار کے ڈرائیور کے واپس آ کر سیٹ پر بیٹھنے اور گاڑی اسٹارٹ کرنے تک سگنل کی روشنی سرخ ہو چکی تھی اور مخالف سمت میں دائیں بائیں سے ٹریفک کا ریلا چل پڑا تھا۔ میں دو کاروں کے پیچھے تھا اور اب مجھے روشنی کے پھر سبز ہونے تک ڈھائی منٹ انتظار کرنا تھا۔ اگلی گاڑیوں والے مشتعل ضرور تھے لیکن میری طرح انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کیوں ہوا۔ تعاقب اب بے مقصد تھا۔ میں یہ سوچنے لگا کہ انہیں میرے پیچھے آنے کی خبر کیسے ہوئی۔۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہوٹل گرینڈ کے بار روم میں بھی وہ میری موجودگی سے بے خبر نہیں تھے۔ آخر یہ بات انہیں کس نے بتائی۔ الہام تو ہو نہیں سکتا انہیں۔ یقیناً کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ تھی کیا میری کسی حرکت نے انہیں چوکنا کر دیا تھا؟ مجھ سے کوئی حماقت سرزد ہونا بعید از قیاس نہ تھا۔ آدمی خطا کا پتلا ہے۔

شام کے پانچ بجے تک میں نے پانچ بار مسز کوپر کو ٹیلی فون کیا لیکن ہر بار ایک ٹیپ ریکارڈر قسم کی خادمہ نے وہی جواب دیا کہ مسز کوپر گھر پر نہیں ہیں مجھے معلوم نہیں کہاں گئی ہیں اور کب لوٹیں گی۔ تنگ آ کر میں نے کہا اچھا جب وہ آ جائیں تو ان سے کہنا مسٹر پرسی کو فون کریں پھر میں جھوٹی سی گھومنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور ہلتی ہوئی میز پر پیر پھیلا دیئے اور چھت کے سوراخ گننے لگا جن سے گزشتہ دن ابر کرم سیدھا اندر آ رہا تھا۔ واقعی اللہ جب دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔

ابھی میں نے آدھے سوراخ ہی گنے تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھایا تو مسز کوپر کی مترنم آواز سنائی دی جسے میں نے اپنے حساس کانوں کی مدد سے پہچان لیا۔ پھر میں نے مختصراً اسے بتایا کہ وہ بلیک میلر حسینہ اور بے وفا شوہر کس طرح مجھے چکر دے کر نکل گئے۔

"انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ تم ان کے پیچھے لگے ہوئے ہو" مسز کوپر نے خفگی سے کہا۔

"یہی سوال تو میں آپ سے کرنا چاہتا تھا" میں نے کہا "کل کسی نے آپ کا تعاقب تو نہیں کیا تھا۔ یا اس نے آپ کو گفتگو سنتے تو نہیں دیکھ لیا تھا۔ آپ کے شوہر نے"

"اس کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔" وہ بگڑ کر بولی۔ "صاف کیوں نہیں کہتے کہ وہ تمہیں الو بنا کر نکل گیا۔ کوئی حماقت کی ہوگی تم نے"

"مسز کوپر!" میں نے خودی کو بلند کرتے ہوئے کہا "گالیاں دینے کی بجائے آپ اپنے پانچ سو ڈالر واپس لے جائیں"

"میں نے بقیہ رقم کے لئے کامیابی کی شرط رکھی تھی۔۔۔ ان پانچ سو ڈالر کے لئے کوئی شرط نہیں تھی" وہ بولی۔

"پانچ سو ڈالر کی رقم بہت ہوتی ہے مسز کوپر" میں نے کہا۔

"فی الحال میرے لئے کاغذ کے پرزے ہیں مسٹر پرسی" وہ بولی۔

"اگر یہ بات ہے تو میں کوشش جاری رکھوں گا" میں نے فون بند کرتے ہوئے کہا۔ رات میں سکون سے سویا۔ ایک ناکامی سے آدمی کو دل شکستہ نہیں ہونا چاہیئے۔ گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔ (جنگ میں اب ٹینک استعمال ہوتے ہیں)۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

لیفٹیننٹ بریڈی نے اپنے گنجے سر پر سے ٹوپی اتار کر میز پر رکھی۔ ٹوپی پردہ گنج تھی۔ اس کے بغیر وہ بالکل اسمارٹ نہیں لگتا تھا۔

"پرسی" وہ بولا "کل تم نے مسز کوپر سے ایک کام کا معاوضہ پانچ سو ڈالر وصول کیا تھا"

میں بھونچکا رہ گیا "بڑی کمینی عورت ہے وہ۔ میں نے خود اس سے کہا تھا کہ اپنے پانچ سو ڈالر لے جائے۔۔۔ پولیس کو رپورٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی"

"کسی مالدار بیوہ کو کمینی کہنا بدتمیزی ہے" بریڈی نے ٹوپی سے گرد جھاڑتے ہوئے کہا۔

میں ایک منٹ میں دوسری بار بھونچکا رہ گیا۔ "مالدار بیوہ" میرے حلق میں پھنسے ہوئے الفاظ بڑی مشکل سے نکلے "جارج کوپر کو قتل کر دیا ہے کسی نے؟"

"کسی نے بھی نہیں۔ مگر گاڑی میں کوئی عورت کسی مرد کا گلا

نہیں گھونٹ سکتی یا اسے خنجر سے نہیں مار سکتی۔" میں نے کہا۔ "خصوصاً جو عورت گاڑی چلا رہی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ اس نے اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور سے جارج کی کھوپڑی کے عقبی حصے میں سوراخ کر دیا۔ دونوں کانوں کے درمیان۔" بریڈی نے میرے بڑے بڑے کانوں کو رشک سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ باہر کسی لڑکی کو دیکھ رہا ہوگا۔ تم نے اس لڑکی کو دیکھا تھا۔"

"بالکل نہیں۔ میری نظر ان دونوں پر تھی۔" میں نے کہا "مجھے کیا معلوم وہ کس لڑکی کو دیکھ رہا ہے۔"

"میں اس لڑکی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو جارج کے ساتھ تھی۔" بریڈی نے بلاوجہ میز پر ہاتھ مارا۔

"آئی سی۔" میں نے کہا۔ "وہ خاصی حسین لڑکی تھی۔ چاند چہرہ ستارہ آنکھیں۔ کمان ابرو۔ گلاب عارض۔ ادائیں قاتل۔"

"میں شاعری کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔ ابہام اور مبالغے سے کام مت چلاؤ۔ قد۔ وزن اور عمر۔ اور دیگر بنیادی اعداد و شمار کی بات کرو۔" بریڈی بولا۔

"ڈیر لیفٹیننٹ۔" میں نے کہا۔ "ہوٹل گرانڈ میں چراغاں نہیں ہوتا... میں ترازو اور باٹ اور فیتہ لے کر نہیں گیا تھا۔ اور بیشتر وقت تو میں ان کے پیچھے رہا۔ بار میں بھی اور کار میں بھی۔ چنانچہ صرف حلیہ بتا سکتا ہوں.... اور وہ بھی اندازے سے... مزید یہ کہ تم جانتے ہو زمانہ کیسا آ گیا ہے۔ ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ۔ حلیہ نہایت تغیر پذیر شے بن گیا ہے۔ آئندہ کبھی میری رہنمائی کی ضرورت پڑے تو بے تکلف بلا لینا۔ ہم تو یاروں کے یار ہیں۔"

جب میں باہر نکلا تو مجھے اندازہ تھا کہ میرا یار مجھ سے مل کے کتنا خوش ہوا ہے۔ اخبار دیکھنے سے مجھے دیگر تفصیلات کا علم ہوا۔ جارج اور اس کی دلربا نے گاڑی ایک ایسی گلی میں کھڑی کر دی تھی جو آگے سے بند تھی۔ شاید وہ اسے بہلا پھسلا کر اس بند گلی میں لے گئی یا پھر وہ خود جائے واردات پر پہنچا ہو جو اس کے نقطۂ نظر سے نہایت مناسب جگہ تھی لیکن ہوا یہ کہ لڑکی نے اسے گولی ماری اور رخصت ہوئی۔ خیال ہے فرقت لیلیٰ یا فرقتِ لیلیٰ کی بجائے لیلیٰ کا مارا ہوا مجنوں اسٹیرنگ وہیل پر سر رکھے بیٹھا رہا۔

شام کو میں نے مسز کوپر سے ملنے کی کوشش کی تو میرا واسطہ اسی ٹیپ ریکارڈر قسم کی خادمہ سے پڑا جس سے پہلے فون پر گفتگو ہوئی تھی بالمشافہ بھی اس کے رویے میں کوئی فرق نہ تھا۔ وہ ٹالنے کی ماہر تھی۔

مگر میں بھی کم ضدی نہ تھا۔ بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مجھے لائبریری میں بٹھا گئی اور انتظار کرنے کا کہہ کے رخصت ہوئی۔ پہلے میرا خیال تھا میرے سوا لائبریری میں کوئی نہیں۔ پھر مجھے ایک متحرک کتاب دکھائی دی۔ اس کے پیچھے ایک چہرہ تھا۔ عینک زدہ اور حیرت زدہ۔
"تم کون ہو۔ کس سے ملنا ہے؟" وہ بولا۔ میں نے اس کی عمر کا اندازہ کرتے ہوئے مختصر جواب دیا۔ تقریباً تار کی زبان میں۔
"میرا خیال ہے ایلس تم سے نہیں ملے گی۔ پولیس اسے پہلے ہی خاصا پریشان کر چکی ہے۔" وہ پیشگوئی کرتے ہوئے بولا۔
"ایلس کون ہے؟" میں نے کہا "اور تم کون ہوس کے۔؟"
"ایلس جارج کوپر کی بیوی تھی۔ اس کی موت تک۔ میری کزن ہے اور میں مارٹن کوپر ہوں۔" اس نے مجھے مطلع کیا "اور میرا خیال ہے کہ جارج کو بالآخر یوں ہی مرنا تھا۔ کسی عورت کے باعث یا کسی عورت کے ہاتھوں۔" اور اس کی ایک انگلی اب بھی کتاب کے درمیان تھی جہاں سے اس نے پڑھنا چھوڑا تھا۔
مجھے اس کے خیال پر غور کرنے کی مہلت نہ ملی۔ اس کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی اور مسز کوپر اندر آ گئی۔ وہ کچھ بیمار سی لگتی تھی۔
"میں کچھ تو تعزیت کے لئے آیا تھا" میں نے کہا۔ "کچھ مدد کے لئے۔"
"کیس اب پولیس کے پاس ہے... جو کچھ کرنا ہوگا وہ کر لیں گے... تھینک یو۔" وہ خشک لہجے میں بولی "تمہیں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں۔"
"مسز کوپر... پولیس نے اس عورت کو دیکھا نہیں ہے... میں نے دیکھا ہے... اس کے علاوہ پولیس کا مجھ سے بھی رشتہ ہے جیسا مسٹر مارٹن سے ہے۔ ہم اکثر ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔" میں نے کہا
"وہ تمہاری مرضی ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ کزن مارٹن مجھے زبردستی رخصت کرنے دروازے تک آیا مگر میں اس رویے سے دل برداشتہ ہو کر ٹلنے والا نہیں تھا۔ میں کار میں روانہ ہوا۔ تھوڑا سا آگے جا کر ہوٹل گرانڈ تھا۔ میں بار میں اسی اسٹول پر جا بیٹھا جہاں جارج کوپر بیٹھا تھا۔ اس وقت تک میں یہ نہیں طے کر پایا تھا کہ میری حرکت کا مقصد کیا ہے۔ بس مجھے احساس تھا کہ مارٹن اور ایلس مجھے جلد از جلد نکال دینا چاہتے ہیں چنانچہ مجھے غور کرنا تھا کہ انہیں مجھ سے پیچھا چھڑانے کی اتنی جلدی کیوں تھی۔ وقت ایسا تھا کہ بار مین کو فراغت تھی۔ "میں نے کل بھی آپ کو دیکھا تھا یہاں۔" وہ بولا۔
میں نے تعریف اور تائید میں سر ہلایا "تمہیں کچھ یاد ہے کل یہاں ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ تقریباً اسی وقت۔ تم تو اکثر آنے جانے والوں کو پہچانتے ہو گے۔؟"
"ہاں۔ اسے میں نے پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا مگر اتنا ضرور جانتا تھا کہ ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہے۔" وہ خوش ہو کر بولا۔
"اور اس کے ساتھ جو مرد تھا۔؟" میں نے کہا۔ کاؤنٹر پر نمکین مونگ پھلی کے دانوں سے بھری ہوئی پلیٹ رکھی تھی۔ میں ایک ایک دانہ کھانے لگا۔
"مرد؟" وہ غور کرتے ہوئے بولا۔ "مرد تو تین چار بیٹھے تھے یہاں۔ معلوم نہیں کون تھا اس کے ساتھ۔ ہو سکتا ہے سب ہوں۔"

◆◆◆◆◆◆

ایک بار پھر میں اپنے یار کے سامنے بیٹھا تھا۔ وہ سخت متفکر نظر آ رہا تھا۔
"پولیس کی نوکری نے تمہیں گنجا کر دیا ہے۔ تم پر ہر وقت خطرات اور تفکرات سوار رہتے ہیں۔ تھوڑی بہت تفریح بھی کیا کرو۔" میں نے کہا۔
"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" بریڈی نے میرے مشورے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا "یہ جارج کوپر تو ایسا آدمی نہیں تھا... لڑکیوں کے چکر میں پڑنے والا۔ وہ لڑکی آخر تھی کون۔؟"
"نام تو اس کا میرینا تھا مگر ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی ویسی لڑکی نہ ہو۔" میں نے کہا۔ "باقی سب خیال آرائی ہو ہم سب کی۔"
"تم اس کا نام جانتے تھے؟" بریڈی نے خونخوار نظروں سے مجھے گھورا۔ "اور تم نے اب تک مجھے بتایا نہیں؟"
"نام سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کام سے فرق پڑتا ہے۔ یا دام سے۔" میں نے فلسفیانہ انداز میں اظہار خیال کیا۔
"جارج کوپر کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ بلڈ پریشر کا مریض تھا۔ ایک بار دل کا دورہ پڑا تھا معمولی سا تو کافی دن تک ہسپتال میں لیٹا رہا تھا... اس کے بعد سے وہ محتاط تھا... کھانے پینے کے معاملے میں... جذباتی ہیجان وغیرہ سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا... آرام کا خیال رکھتا تھا۔ بلیک میلنگ اور ناجائز تعلقات اور مے نوشی۔ یہ سب اس کے بس کی بات نہیں تھی۔" بریڈی نے بلا وجہ ٹوپی کو جھاڑا اور سر پر ڈھکنے کی طرح رکھ لیا۔
"اسی لئے تو وہ مر گیا۔" میں نے عمداً احمقانہ بات کی۔ یوں جیسے جارج کی موت طبعی حالات میں واقع ہوئی تھی۔
"مذاق کی بات نہیں۔ آخر وہ لڑکی کہاں گئی جسے تم نے دیکھا تھا۔ صرف تم نے۔ یہ کہانی تمہارے دماغ کی اختراع تو نہیں ہے؟" وہ غرایا۔
"بریڈی سا۔ مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی... بخدا

وہ اس کے ساتھ تھی... گرانڈ ہوٹل کے بار میں اندھیرا ضرور ہوتا ہے مگر اتنا بھی نہیں کہ مرد عورت کا فرق پتا نہ چلے۔ یا کوئی ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور میں نشے میں قطعی نہیں تھا۔ میں نے ان کا باقاعدہ تعاقب کیا تھا مگر میری بدنصیبی کہ...

"تمہاری صرف حماقت تھی.... بدنصیبی اس کی تھی جو مارا گیا" بریڈی نے کہا۔ "ہم نے شہر کی خاک چھان ڈالی مگر اس حلیے کی لڑکی صرف ایک ملی ہے۔ الزبتھ ٹیلر۔ اور میرا خیال ہے قتل اس نے نہیں کیا۔ ویسے بھی وہ عمر کے اعتبار سے میر ینا جیسی دو لڑکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور قتل ایک نے کیا ہے"

"کس وقت..." میں نے اچانک سوال کر لیا۔ مجھے امید نہ تھی کہ اگر کوئی کارآمد بات ہوئی تو وہ مجھے بتا دے گا۔

"دو اور پانچ کے درمیان" اس نے خلاف توقع صحیح جواب دینے میں تامل نہیں کیا۔ "تقریباً اسی وقت جب وہ تمہیں الو بنا کر فرار ہوئی تھی اور تمہاری راہ میں لال بتی حائل ہو گئی تھی"

"قتل کی خبر کس نے دی تمہیں سب سے پہلے؟" میں نے پوچھا۔

"ایک ٹھیکیدار نے۔ وہ اس بند گلی کی سڑک کو آگے لے جانا چاہتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے کنٹری کلب ہے... اس طرح کلب پہنچنے کا ایک اور راستہ بن جاتا ہے۔ درمیان میں صرف ایک باغ حائل ہے۔ اسے خریدنے کا معاملہ چل رہا تھا۔ اور کوپر قیمتی معاوضہ ادا کرنے پر تیار تھی... پیسے کی تو ان کے پاس کمی نہیں۔ وہ اس کلب کے ممبر ہیں اور یہ راستہ انہیں قریب پڑتا تھا۔ ٹریجیڈی یہ ہے کہ جس وقت گلی کے اس طرف جارج کوپر کا قتل ہوا۔ دوسری طرف کلب میں مسز کوپر گالف کھیل رہی تھی... اپنے ایک کزن مارٹن کے ساتھ۔"

بریڈی نے افسوس سے ہاتھ ملے۔

"اچھا؟" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اسی وقت میں نے گھر پر فون کیا تھا تو مجھے جواب ملا کہ مسز کوپر کا کچھ پتا نہیں"

"وہ کلب میں تھی۔ مارٹن کی تو کار بھی کچھ اسی طرح کی ہے۔ پارکنگ ایریا کا نگراں پہچانتا ہے۔ اسے تو نمبر بھی یاد ہے کیونکہ وہ نمبر ذرا عجیب ہے... یعنی چار ہزار چار سو چوالیس.... مسز کوپر کو گالف کورس میں اور پھر بار میں بہت سے افراد نے مارٹن کے ساتھ دیکھا۔ یہ سب ہم تصدیق کر چکے ہیں" بریڈی بولا۔ "بس کہیں سے وہ لڑکی میر ینا مل جائے"

"اللہ کارساز ہو" میں نے چلتے چلتے اس کے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ نکالا۔ "آئندہ کبھی میری رہنمائی کی ضرورت پڑے"

"گٹ آؤٹ" وہ بولا۔ "میں دس تک گنوں گا" اس نے ریوالور نکالا۔

"پھر کیا خودکشی کرو گے۔؟" میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "یہ بات دس برس پہلے کہی ہوتی تم نے تو میں کھڑا رہتا"

اس رات میں نے چھت کے سوراخوں کو گنتے ہوئے میر ینا کی گمشدگی پر غور کیا۔ میں نے اسے صرف ایک بار دیکھا تھا اور وہ بھی کچھ یوں کہ وہ پورا منظر کسی دھندلی تصویر کی طرح ذہن میں محفوظ تھا۔ کوئی نقش واضح نہ تھا۔ بار میں اندھیرا تھا۔ پھر وہ اس طرح چپکے سے اندر آ کر جارج کے ساتھ بیٹھ گئی تھی کہ مجھے پتا ہی نہ چلا تھا۔ میری طرف اس کی پشت تھی۔ آخر تک پشت ہی رہی۔ مگر اس تصویر کے علاوہ ایک آواز بھی تھی جو میرے ذہن میں موجود تھی.... ٹائل کے فرش پر اونچی ایڑھی کی تال۔ انداز خرام کی صدا۔ یکلخت میں اٹھ بیٹھا۔ میرے ذہن میں دوسرا ٹیپ چل پڑا تھا۔ یہ بھی ایک عورت کے جوتوں کی آواز تھی جس کے قدم لکڑی کے فرش پر یہی صدا دے رہے تھے۔ اور وہ وقت بھی مجھے یاد تھا۔ جب باہر بارش ہو رہی تھی اور میں ٹپکتی چھت سے بچنے کے لئے کھڑکی کے قریب کھڑا تھا۔ تب یہ آواز آہستہ آہستہ میرے خستہ حال دفتر کے دروازے تک پہنچی تھی۔ ایک فرق وقت کا تھا۔ ایک مقام کا۔ ایک فرش لکڑی کا تھا دوسرا ٹائل کا مگر قدموں کی صدا ایک ہی تھی۔ ان کی لے اور تال میں فرق نہ تھا۔ نہ تواتر کا نہ توازن کا۔ انداز خرام ایک ہی تھا۔ میری آنکھیں مجھے دھوکہ دے سکتی ہیں مگر میرے کان نہیں۔ وہ یقیناً ایلس خود تھی۔ جارج کوپر کی بیوی۔ لیکن وہ شخص جارج کوپر نہیں تھا۔ اس بات میں شبہے کی گنجائش نہیں تھی۔ لیکن ایلس کو اپنے شوہر پر بے وفائی کا الزام لگانے سے کیا فائدہ تھا۔ بلیک میلنگ کی کہانی اس نے مجھے کیوں سنائی تھی اور پھر اس ملاقات کے ڈرامے کا گواہ کیوں بنایا تھا جو اس نے خود اسٹیج کیا تھا؟ صرف اس لئے کہ میں صورت سے احمق لگتا ہوں؟ اسے یقین تھا کہ میں اس کے عزائم کو سمجھ نہ پاؤں گا۔ اور یقین کی بنیاد میرے دفتر کی خستہ حالی تھی۔ اگر میں ذہین سراغرساں ہوتا تو اس ٹپکتی چھت سے بچنے کے لئے کھڑکی کے پاس کیوں کھڑا ہوتا۔ کسی شاندار ایرکنڈیشنڈ آفس میں بیٹھا ہوتا۔ اب مجھے یقین آیا کہ میں واقعی اتنا احمق ہوں کہ مجھے ایک ناقص العقل عورت بھی ناقص العقل سمجھتی ہے تو غلط نہیں سمجھتی۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

"بریڈی" میں نے کہا۔ "ہم تو یاروں کے یار ہیں" اور سگریٹ کیس میں سے ایک سگریٹ نکال لی۔

"ایسی کی تیسی یاروں کی" وہ جھنجھلا کر بولا۔ "مطلب کی بات کرو۔"

"تم نے اس کار کو دیکھا ہے غور سے جس میں قتل ہوا تھا۔ آگے پیچھے کی سیٹیں۔ اوپر نیچے اور اندر باہر سے؟"

"یہ بالکل بے مقصد سوال ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم سب کر چکے ہیں۔ فنگر پرنٹ۔ فوٹوگراف۔"

"اچھا تم نے پیچھے کا حصہ دیکھا۔ جہاں سامان رکھا جاتا ہے؟" میں نے کہا۔

"قتل ڈکی میں نہیں ہوا تھا۔ تم نے ان دونوں کو اگلی سیٹ پر زندہ سلامت کار چلاتے دیکھا تھا۔"

"خیر۔ تم اگر قاتل کو پکڑنا چاہتے ہو تو پچھلے حصے کو بھی دیکھو۔ میں گالف کا ایک گیم کھیل کر ابھی آتا ہوں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا اور حسب معمول اسے گھومتا ہوا چھوڑ کر نکل گیا۔

کنٹری کلب زیادہ دور نہیں تھا مگر اندر صرف ممبر داخل ہو سکتے تھے۔ پارکنگ ایریا کا نگراں دربانی بھی کرتا تھا۔ "جناب ممبر ہیں؟" اس نے نہایت شائستگی سے پوچھا۔ میں نے نفی میں سر ہلایا اور بُرے وقار سے کہا۔ "پولیس۔ پرائیویٹ سراغ رساں وردی نہیں پہنتے تو کیا۔"

"پولیس والے پہلے بھی آ چکے ہیں یہاں۔ مسز کوپر اور مسٹر مارٹن کے بارے میں پوچھنے کے لئے کہ جب مسٹر کوپر کا قتل ہوا تو وہ یہاں تھے یا نہیں۔" وہ بولا۔

"تم نے خود دیکھا تھا انہیں یہاں؟" میں نے کہا۔

"انہیں تو نہیں... خود تو میں نے صرف ان کی کار دیکھی تھی... مسٹر مارٹن کی۔" اس نے وضاحت کی۔

"انہیں جاتے دیکھا تھا تم نے۔؟ کھیل کے بعد۔"

"نہیں۔ وہ چار بجے کے قریب آئے تھے۔ کچھ دیر بار میں رہے... رات کا کھانا بھی کھایا تھا انہوں نے اور میں پانچ بجے چھٹی کر گیا تھا۔" نگراں بولا۔

"اچھا آتے ہوئے دیکھا تھا۔؟" میں نے پوچھا

"بدقسمتی سے اس وقت بھی میں موجود نہ تھا... گیارہ بجے کے قریب مجھے ایک کام سے جانا پڑا آدھے گھنٹے میں واپس آیا تو کار موجود تھی..." نگراں نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسٹر مارٹن اور مسز کوپر گیارہ بجے کلب پہنچے اور چار بجے تک گالف کھیلتے رہے۔ تھینک یو۔" میں نے کہا اور باہر آ گیا۔ مجھے اب مسز کوپر سے ملنا تھا لیکن میری ملاقات مسٹر مارٹن سے ہوئی۔ وہ سخت جارحانہ موڈ میں تھا۔ "ایلس بیمار ہے۔ اور کسی سے نہیں مل سکتی۔" اس نے اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"ان سے کہئے میں نے میرینا کو تلاش کر لیا ہے۔ شاید اس کے بعد وہ مجھ سے ملاقات کر لیں۔" میں نے کہا۔ مارٹن کا موڈ یکلخت بدل گیا۔ "اوہ۔ !"... وہ بولا... "آپ لائبریری میں تشریف... میں دیکھتا ہوں۔" وہ بڑی عجلت میں اندر چلا گیا۔ میں انتظار کرتا رہا۔ چند منٹ بعد مسز کوپر اندر داخل ہوئی۔ چند لمحے ہم خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ "میرینا۔" میں نے کہا۔ "میں اتنا احمق نہیں ہوں جتنا نظر آتا ہوں یا جتنا تم نے سمجھا تھا..."

"تمہارا دماغ خراب ہے۔" وہ بولی۔ "میں ایلس کوپر ہوں۔"

میں مسکرایا۔ "تم نے سمجھا تھا کہ تم مجھے ایک فرضی کردار تخلیق کر کے اور ایک جھوٹی کہانی سنا کر اس قتل کا گواہ بنا لوگی جو تمہارے سوا کسی نے نہیں کیا۔ تمہارے شوہر کے قتل کی وجہ بلیک میلنگ تھی اسے کوئی بلیک میل کرنے والا تھا۔ مرینا نام کی کوئی عورت سرے سے موجود نہیں۔ یہ تم تھیں جس نے وگ لگا رکھی تھی اور اونچی ایڑھی کے جوتے پہن کر قد بڑھایا تھا اور جسم سے چپکا ہوا سرخ اسکرٹ پہن کر دبلا نظر آنے کی کوشش کی تھی۔ سرخ رنگ اس اندھیرے احاطے میں صاف دکھائی بھی نہیں دیتا جہاں تم مجھ سے نگاہ بچا کر داخل ہوئی تھیں اور بڑی پھرتی سے میری طرف پشت کر کے بیٹھ گئی تھیں۔ ہوٹل گرینڈ کے اندھیرے میں بھی سیاہ چشمہ لگانے کا مقصد اپنی آنکھیں چھپانا تھا۔ تمہیں معلوم تھا میں کہاں بیٹھا ہوں۔ وہاں سے تمہارا صرف سائڈ پوز نظر آتا تھا اور تمہارے آدھے چہرے پر ریشمی وگ کے بال پھیل کر جھول رہے تھے۔ اس کے بعد بھی میں نے تمہاری پشت کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ وہ چوتھی عورت تم ہی تھیں۔"

"یہ کیا فضول بکواس ہے..." مسز کوپر چلائی۔ مارٹن نے اچانک حرکت کی مگر میں نے اس سے پہلے ریوالور نکال لیا۔

"مسز کوپر۔ تمہاری کہانی میں بڑے سقم تھے.... اس گھر میں چھ سات فون تو ہوں گے... پھر تمہارا شوہر احتیاط کیوں نہیں کرتا تھا... کسی ایسے کمرے کے فون پر بات کیوں کرتا تھا جہاں اس کی گفتگو کے سنے جانے کا اندیشہ موجود ہو۔"

"مسٹر پرسی... آخر مجھے کیا ضرورت تھی اپنے شوہر کو مارنے کی...؟" وہ نیم شکست خوردہ لہجے میں بولی۔

"قتل کے کیا اسباب ہوتے ہیں مسز کوپر... زر، زمین یا زن۔ قتل کا سبب آپ کی ذات تھی جسے مارٹن چاہتا تھا اور جارج کوپر کی دولت تھی جسے آپ چاہتی تھیں۔ گرینڈ ہوٹل کے بار روم کے اندھیرے میں آپ کا بدلا ہوا روپ میں نہ پہچان سکا تو جارج کوپر کو کیسے پہچانتا جس کا میں نے نام ہی سنا تھا... اور یہ کیسے اندازہ کرتا کہ وہ مارٹن ہوگا۔ اس کا تو میں نے نام بھی نہیں سنا تھا۔"

"مگر کار میں تو میرے شوہر کی لاش پائی گئی تھی۔" وہ بلاوجہ

ہماری ڈکشنری

ابو ظفر زین

بادام — بالکل کاغذی، آپ کے تحریری وعدوں کی طرح۔
طیارہ — معیارِ زندگی کی بلندی۔
عقل — واحد دولت جو خرچ کرنے سے بڑھتی ہی جاتی ہے۔
دوستی — وفاداری یہاں تک کہ موت یا قرض جدا کر دے۔
ملاقاتی — میرے ملاقاتیوں کا شکریہ۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ بیکار وقت کہاں برباد کرنا چاہیئے۔
پاکستان — جہاں غنڈوں کی ہڑتال کبھی نہیں ہوئی۔
روس — بڑا گھر
ملٹی اسٹوری فلیٹ — کہانی بغیر پلاٹ۔
جنگ — ڈپلومیٹک اعلان۔
ایکٹر — میں عاقل نہیں ہوں ناقل ہوں۔
ٹی وی اعلان۔ یہ شو ان لوگوں کے لئے ہے جو ٹی وی نہیں دیکھتے۔
فلم ایکٹریس — اچھا ہوا میں فلمی ستارہ نہ بنی۔ مجھے اسی سرزمین پر رہنا ہے۔
مزدور — میں ہر روز پسینے میں نہاتا ہوں۔ یہی میری صفائی کا راز ہے۔

خط — جب میں کسی کو ڈیر لکھتا ہوں تو مجھے پوسٹل ٹکٹ کی صورت میں پیسے دینے پڑتے ہیں۔
وگ — معاف کرنا۔ تمہاری نئی زلفیں مجھ سے گم ہو گئی ہیں۔
یتیم — چوزہ جس کی ماں ذبح ہو گئی۔
ٹی وی — افلاطون نے ایک ایسی ریاست کا تصور کیا تھا جس میں لیڈر شہریوں کو نہ دیکھ سکے لیکن شہری لیڈر۔ ون کو دیکھ اور سن سکیں۔
غصّہ — گرم پانی کی بوتل۔
لیڈر — جس نے اپنی زندگی پرائیویٹ سیکٹر سے پبلک سیکٹر میں منتقل کر لی ہے۔
ماچس — دنیا میں آگ لگانا۔
موٹا — ایک چلتی پھرتی مشین جس نے ہوا بھر کر پانچوں پیٹ کو پیٹ پر باندھ رکھا ہے۔
خوشامدی — وزارت کا امیدوار۔
خوشامد — کچے کانوں کا بہترین علاج۔

◆◆ ◆◆◆◆ ◆◆

بحث کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں… جب مارٹن میرینا کے ساتھ جارج بنا بیٹھا تھا تو جارج غریب کی لاش ڈکی میں بند تھی… جسے دو اور پانچ بجے کے درمیان مار دیا گیا تھا… تم مجھے ٹریفک سگنل پر پھینک کر نکل گئی تھیں تو اس بند گلی میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہ تھا تمہارے اور مارٹن کے لئے جارج کی لاش کو ڈکی سے نکال کر اسٹیرنگ وہیل پر ڈال دینا کیا مشکل تھا۔" میں نے کہا "پولیس اس وقت ڈکی پر تفتیش کر رہی ہے…"

"ہم دونوں اس وقت کنٹری کلب میں تھے مسٹر پرسی" مارٹن نے پہلی بار مداخلت کے لئے لب کھولے۔

"آپ نہیں مسٹر مارٹن — صرف آپ کی کار وہاں موجود تھی آپ دونوں کھیل کے لباس میں پہنچے تھے پھر مارٹن کو آپ اپنی کار میں لے گئی تھیں… اور جب آپ دونوں فارغ ہو گئے تھے تو اسی کار میں لوٹ آئے تھے…. واپسی پر آپ نے پھر اپنا کھیل کا لباس اور جوتے وغیرہ پہن لئے تھے چنانچہ لوگوں نے آپ کو کھیل کے لئے جاتے بھی دیکھا تھا اور کھیل کے آتے بھی۔ کھیلتے نہیں دیکھا تھا۔"

"لیکن ہم کلب سے باہر جاتے تو دربان ہمیں ضرور دیکھتا۔" مارٹن نے کہا۔

"اول تو وہ اس وقت تھا نہیں جب آپ دونوں پہنچے — پھر آپ دونوں سیدھے راستے سے باہر گئے ہی نہیں… آپ باغ سے گزر کر وہیں آ گئے جہاں بعد میں آپ کو جارج کی لاش اور کار چھوڑنی تھی… وہاں مسز کوپر نے اپنی کار کھڑی کر رکھی تھی… اس کی ڈکی میں جارج کوپر کی لاش تھی۔ اس کار میں آپ نے جلتے ہوئے کھیل کا لباس بدلا۔ واپسی میں اگر آپ کو کسی نے سڑک پر کھیل کے لباس میں دیکھا ہوگا تو یہی سمجھا ہوگا کہ آپ دونوں گالف کھیلنے جا رہے ہیں — اسپورٹس ڈریس میں باہر نکلنا کسی کیلئے کوئی مضحکہ خیز بات نہیں… آپ ایس واپس بھی باغ کے راستے سے ہوئے… اور پھر شام تک نہیں بلکہ رات تک کلب میں موجود رہے… چنانچہ کسی نے آپ کو اس لباس میں نہیں دیکھا جس میں صرف میں نے دیکھا تھا… میرینا اور جارج کے لباس میں… آپ دونوں گیارہ سے چار تک کلب سے نہیں نکلے یعنی کلب کے راستے سے… چنانچہ آپ کے گواہ تو بہت ہیں… لیکن بدقسمتی سے مقتول جارج کا ایک تو وہ گواہ ہے جس نے جارج کو شراب پیتے اور مونگ پھلی کے نمکین دانوں کی پلیٹ صاف کرتے دیکھا تھا۔ وہ جارج کو پہچان سکتا ہے… دوسرا گواہ ہے ڈاکٹر — جو جانتا ہے کہ جارج پر دل کا ایک دورہ پڑ چکا تھا — جو بلڈ پریشر کا مریض تھا۔ شراب نہیں پیتا تھا… نمک سے پرہیز کرتا تھا… اور جذباتی ہیجان سے بھی… اور جذباتی ہیجان کو تو لیفٹننٹ بریڈی بھی برداشت نہیں کر سکتا — وہ میرینا کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے — میرا خیال ہے میں اسے فون کر دوں کہ میرینا مل گئی ہے۔"